

رمضان المبارک.....فضائل و مسائل



- مسائل روزہ
- تراویح کے مسائل
- اعتکاف کے مسائل
- صدقہ الفطر کے احکام و مسائل
- نماز عید
- شوال کے چھ روزے
- زکوٰۃ کے مسائل

قرآن و سنت کی نشر و اشاعت کا عالمی ادارہ

زیر پرستی

مولانا محمد الیاس گھمن
امیر عالمی اتحاد اہل سنت و الجماعت

مرکز اہل السنّت والجماعت میں
ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة کے ساتھ
شعبہ کتب (درس نظامی) کا
باقاعدہ اجراء

متوسطہ اول

متوسطہ دوم

متوسطہ سوم

اولی

ثانویہ عامہ

داخلہ

درجہ

10 تا 15 سوال

برائے رابطہ

www.ahnafmedia.com

03467357394 || 03008172087 || 03464802159

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کا ترجمان

فقیہ سرگودھا ماہنامہ

شمارہ 7

جولائی 2014ء

جلد نمبر 3

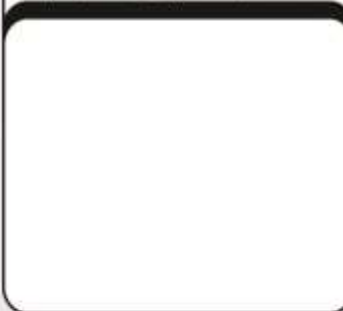
معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ
نگران شعبہ رسائل و جرائد

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

انجینی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!



بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

● آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ

بھی کر سکتے ہیں



www.ahnafmedia.com

سرکولیشن مینیجر

0332-6311808

Contact Us

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

300 روپے سالانہ زر قیاد

www.ahnafmedia.com

mag@ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا



فہرست

مرکز اہل سنت میں شعبہ کتب کا اجراء----- 3

اداریہ

غامدی صاحب کا نیا شوشہ (2) ----- 4

مولانا محمد اشفاق ندیم حنفی

رمضان المبارک؛ فضائل و مسائل----- 12

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

مسائل روزہ----- 19

تراویح کے مسائل----- 24

اعتکاف کے مسائل----- 31

صدقۃ الفطر کے احکام و مسائل----- 34

نماز عید----- 37

شوال کے چھ روزے----- 44

زکوٰۃ کے مسائل----- 46

مفتی نجیب احمد قاسمی

تعارف کتب فقہ----- 56

مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ

مرکز اہل سنت میں شعبہ کتب کا اجراء

شائقین علوم نبوت کے پرزور اصرار پر مرکز اہل سنت والجماعت میں شعبہ کتب (درس نظامی) کا اجراء بھی اس سال سے کیا جا رہا ہے جو فی الحال متوسطہ سے ثانویہ عامہ تک ہو گا۔ فارغ التحصیل علماء اور فضلاء کرام کے لیے ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ حسب معمول جاری رہے گا۔ اور یہ الحمد للہ تخصص کا نو ا سال ہو گا۔ چونکہ مرکز اہل سنت والجماعت کا الحاق پاکستان کے سب سے بڑے دینی تعلیمی بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ہے اس لیے اس کا نصاب بھی وفاق المدارس العربیہ کا منظور شدہ ہے۔

درجہ متوسطہ (فارسی، انگلش، ریاضی، معاشرتی علوم، فقہ مسائل)

درجہ اولی (ابتدائی عربی صرف و نحو گرائمر)

درجہ ثانویہ عامہ (تفسیر، تجوید، حدیث، فقہ اور عربی گرائمر)

مرکز اہل سنت والجماعت میں الحمد للہ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت کا بھی خاص خانقاہی ماحول ہوتا ہے۔ جہاں علمی میدان میں محنت کرائی جاتی ہے وہاں پر ذکر اذکار، اعمال مسنونہ اور تزکیہ نفوس کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔

داخلہ لینے والے خواہش مند شوال المکرم کی 10 سے 15 تاریخ تک مرکز

اہل سنت میں تشریف لائیں۔

نوٹ: موسم کے مطابق بستر بھی ہمراہ لائیں۔

محتاج دعا

محمد ریاض رحمان

غامدی صاحب کا نیا شوشہ (2)

مولانا محمد اشفاق ندیم حنفی

تیسری بات: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بے مقصد نہیں بھیجا کہ وہ صرف حیوانوں کی طرح کھائے پیئے مزے اڑائے اور پھر مر جائے۔ بلکہ انسان کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام پہلو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر کے گزارے اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں حق کو قبول کرنے کی فطری استعداد رکھی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں چند یہودی مسلمان ہوئے، وہ احکام اسلام کے ساتھ تورات کے احکام کی رعایت بھی رکھنا چاہتے تھے، مثلاً ہفتہ کے دن کو بڑا عظمت والا سمجھنا، اونٹ کے گوشت اور (اونٹنی کے) دودھ کو حرام خیال کرنا اور تورات کی تلاوت کرنا وغیرہ۔ تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی نیا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم كافة، ولا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین۔

(سورۃ البقرہ آیت 208)

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہ آیت مبارکہ اپنے شان نزول کے اعتبار سے اگرچہ خاص ہے لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے، اس آیت میں ان مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے جو اسلام کو صرف عبادات کے لیے اختیار کرتے ہیں اور معاشی اور معاشرتی نظام کے لیے کافروں کے نظام کو پسند کرتے ہیں اسی طرح یہ آیت ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو مسلمان

ہونے کے دعویدار ہیں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا دم بھرتے ہیں لیکن دوسری طرف کافروں کے طور طریقے بھی اپناتے ہیں، ان سے رشتے ناتے جوڑتے ہیں اپنی عملی زندگی میں ان جیسی بود باش اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام سے محبت کا مطلب آپ علیہ السلام کے دشمنوں سے نفرت ہے جیسے یہ ناممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ سے محبت بھی کرے اور اس کے جانی دشمنوں کو بھی عزیز سمجھے تو اسی طرح ایک مسلمان ایسا نہیں کر سکتا کہ وہ نبی کریم علیہ السلام {جو پوری امت کے روحانی باپ ہیں} سے بھی محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے بھی۔ اگر کوئی شخص ایسا طرز عمل اختیار کرتا ہے تو وہ نبی کریم علیہ السلام اور اسلام کا خیر خواہ نہیں بلکہ ان کے دشمن گروہ میں شامل ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

(سورۃ المائدہ آیت 51)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہو گا بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: ”کافروں کا حال یہ ہے کہ مذہبی فرقہ بندی اور اندرونی بغض و عداوت کے باوجود باہم ایک دوسرے سے دوستانہ تعلق رکھتے ہیں۔ یہودی یہودی کا، نصرانی نصرانی کا، دوست تو بن سکتا ہے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں سب کفار ایک دوسرے کے دوست اور معاون بن جاتے ہیں الکفر ملة واحدة۔ مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔“

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے موالات {گہری دوستی} نہ کریں جیسا کہ عام غیر مسلموں کا اور یہود و نصاریٰ کا خود یہی دستور ہے کہ وہ گہری دوستی کو صرف اپنی قوم کے لیے مخصوص کرتے ہیں مسلمانوں سے یہ معاملہ نہیں کرتے پھر اگر کسی مسلمان نے اس کی خلاف ورزی کر کے کسی یہودی یا نصرانی سے گہری دوستی کر لی تو اسلام کی نظر میں بجائے مسلمان کے وہ اسی قوم کا فرد شمار ہونے کے قابل ہے۔“

ان کے علاوہ بھی قرآن کریم کی بہت ساری آیات مبارکہ ایسی ہیں جس میں یہود و نصاریٰ اور کافروں سے بچنے اور ان سے دوستی قائم کرنے سے منع فرمایا گیا ہے جب عام کافروں کے بارے میں یہ حکم ہے تو ”قادیانی“ جن کو متفقہ طور پر تمام مسالک کے علماء کرام صرف عام کافر نہیں بلکہ مرتد اور زندیق سمجھتے ہیں تو ان کا حکم کیا ہو گا؟ قرآنی اسلوب کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو بخوبی اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اس کے برعکس نام نہاد روشن خیالی کے علمبردار غامدی صاحب ان سے میل جول اور تعلقات قائم کرنے کی اجازت دے رہے ہیں اس سے آپ ان کے مشن اور کاز کو سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ سارا کچھ کیوں اور کس کے ایماء پر کیا جا رہا ہے۔

قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کافروں سے دلی محبت قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

المرء مع من احب۔ آدمی کا انجام ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن کے ساتھ وہ محبت کرتا تھا اگر محبت نیک لوگوں کے ساتھ ہوگی تو آخرت میں بھی انہی کے ساتھ ہو گا اور جنت میں جائے گا اور اگر محبت کافروں اور مرتدوں کے ساتھ ہوگی تو آخرت میں بھی انہی کے ساتھ کھڑا ہو گا اور دونوں کا ٹھکانہ ایک ہو گا۔

من احب لله و ابغض لله فقد اسكتهم الايمان۔ جس نے اپنی دوستی اور دشمنی کو صرف اللہ کے لیے وقف کر دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان اسی وقت پورا مومن بنتا ہے جب اس کی محبت و مودت اور نفرت و عداوت کے جذبات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہوں اس لیے مومن اس شخص سے دوستی محبت رکھ سکتا ہے جو اسلامی اغراض و مقاصد میں اس کا ساتھی ہو جب کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔

اگر ہماری دوستی اور محبت ان کے ساتھ ہوگی تو حدیث کی رو سے قیامت کے دن ہمارا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا کون عقل مند ایسا ہے جس کو ان کے انجام کا پتہ بھی ہے اور پھر بھی ان سے دوستی کا دعویٰ دے؟ اعاذنا اللہ منہم

تصویر کا دوسرا رخ:

زیر بحث مسئلہ کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ خود قادیانی؛ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں، کافریا مسلمان؟ اور کیا قادیانی مسلمانوں سے رشتہ ناتا اور ان کے جنازہ میں شرکت کو جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟

اس بارے میں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کیا کہتے ہیں؟ آئیے دیکھتے ہیں۔

- 1: جو میرے خلاف تھے ان کا نام عیسائی، یہودی، اور مشرک رکھا گیا۔
(نزل المسیح ص 4 بر حاشیہ روحانی خزائن ج 18 ص 382)
- 2: اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔ (تذکرہ ص 168 طبع دوم)
- 3: کفر دو قسم پر ہے: ایک یہ کفر کہ اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرا کفر یہ ہے کہ مثلاً وہ مسیح موعود (بقول قادیانیوں کے مرزا غلام قادیانی) کو نہیں مانتا اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(حقیقت الوحی ص 175، روحانی خزائن ج 22 ص 185)

اس کے بعد اس مسئلے کو بھی ذرا غور سے دیکھیے کہ کیا مرزائی لوگ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو صحیح سمجھتے ہیں یا نہیں؟ آئیے دیکھتے ہیں۔

1: پس یاد رکھو! جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا امام وہی ہے جو تم میں سے ہو۔

(اربعین ج 3 ص 28، روحانی خزائن ج 17 ص 417)

2: مسئلہ: حج بیت اللہ کے لیے کوئی احمدی جائے تو مکہ معظمہ میں احمدی کسی طرح نماز ادا کرے؟

جواب: حج میں بھی آدمی التزام کر سکتا ہے کہ اپنی جائے قیام پر نماز پڑھ لیوے اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

3: مسئلہ: جو احمدی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ آیا وہ احمدیوں کا امام ہو سکتا ہے؟

جواب: سیدنا مسیح موعود [مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ] نے فرمایا کہ جو احمدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(فقہ احمدیہ ج 1 ص 130 حافظ روشن علی قادیانی)

4: خود مرزا قادیانی نے اپنے مسلمان بیٹے مرزا فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا اور اپنے

ماننے والوں کو بھی جنازہ میں شامل نہ ہونے دیا۔ (روزنامہ الفضل قادیان 7 جولائی 1943ء)
5: ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضور! مخالفوں سے جو ہمیں اور حضور کو

گالیاں نکالتے ہیں اور سخت سست کہتے ہیں ”السلام علیکم“ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فرمایا کہ مومن بڑا غیرت مند ہوتا ہے کیا غیرت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ تو گالیاں دے اور تم ان سے السلام علیکم کہو؟ (ملفوظات ج 5 ص 281 طبع لندن)
میری گزارش غامدی صاحب اور ان کے ہم نوا لوگوں سے ہے کہ جو قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں اور ان سے ہر قسمی تعلقات کو جائز سمجھتے ہیں مرزا قادیانی تو مسلمانوں سے اتنی نفرت رکھتا تھا کہ اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو سلام نہ کرو اور دوسری طرف ہمارے سیدھے سادے وہ مسلمان ہیں جن کے حصے میں غامدی صاحب جیسے لاعلم اور جاہل اسکالر آئے ہیں جو مرزائیوں سے سلام علیک کرنے، تعلقات قائم کرنے اور رواداری بڑھانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

لمحہ فکریہ !!

ہمارے ان مسلمان بھائیوں کے لیے مذکورہ احادیث خاص طور پر توجہ طلب ہیں جو کہ قادیانیوں کے ساتھ مل جل کر کھانا پینا اور ان سے معاشی و معاشرتی روابط کو ہر طرح سے جائز سمجھتے ہیں۔ کوئی قادیانی مر جائے تو اس کے جنازہ میں چل پڑتے ہیں، ان کے حسن اخلاق کا بڑا چرچا کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف علماء کرام کی تحریر و تقریر کو مسلمانوں کی باہمی فرقہ بندی گردانتے ہیں۔

حاصل بحث:

آپ نے قادیانی حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ
1: قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی ملعون کو نہ ماننے والے عیسائی یہودی

مشرک اور اللہ اور اس کے رسول کے مخالف جہنمی اور کافر ہیں۔

2: مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مسلمان کنجریوں کی اولاد بیابانوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ کر ہیں۔

3: مرزا قادیانی کے نزدیک اس کے منکرین کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے حتیٰ کہ حج میں بھی قادیانیوں کو علیحدہ نماز پڑھنی چاہیے۔

4: مرزا قادیانی کے نزدیک مسلمانوں کو سلام کرنا حرام ہے۔

اے مسلمان! کبھی تو نے یہ سوچا ہے کہ کوئی تمہارے باپ کو، تمہارے خاندان کو فحش گالیاں دے تو کیا تم اس کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھنا پسند کرو گے؟ کوئی شخص تمہارے مال و دولت پر ڈاکہ ڈالے سب کچھ چھین کر لے جائے تو اس کے متعلق کیا رویہ اختیار کرو گے؟ اگر کوئی شخص منافقانہ طور پر میٹھی زبان رکھتا ہو بظاہر حسن اخلاق کا مالک ہو لیکن کاروبار میں تمہارے ساتھ دھوکہ کرتا ہے تمہیں دیوالیہ کر دیتا ہے لاکھ سے لاکھ تک پہنچا دیتا ہے تو کیا پھر بھی اس کی ”میٹھی زبان اور حسن اخلاق“ کے گرویدہ رہو گے؟

ان سب امور کا جواب اگر نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے، تو قادیانیوں سے تعلقات قائم کر کے دین اسلام کو کیوں پس پشت ڈال رہے ہو؟ ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے چور اور ڈاکو اس لائق نہیں ہو سکتے کہ ان سے مراسم قائم کیے جائیں۔ زن زر اور زمین کی لالچ میں چند ٹکوں کے معاشی اور معاشرتی فائدہ کے لیے اپنی آخرت تباہ نہ کرو جو شخص مذکورہ تمام امور کو جاننے کے باوجود قادیانیوں سے رشتے ناتے، سماجی و معاشرتی تعلقات میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتا، وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کل قیامت کے دن کیا منہ دکھائے گا؟؟

[illegible]

رمضان المبارک؛ فضائل و مسائل

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ

رمضان المبارک کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس مہینہ میں اللہ رب العزت کی رحمتوں، عنایات اور کرم نوازیوں کی عجیب شان ہوتی ہے۔ انہی برکات کا یہ ثمرہ ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ج 1، ص 173 کتاب الصوم - الفصل الاول)

اس مہینہ میں عبادات و ریاضات کا عالم کیسا ہونا چاہیے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث پر نظر ڈالیے، فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرَ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَنْسَلِخَ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج 3 ص 310 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

لیکن جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا.

(صحیح مسلم: ج 1، ص 372، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔

بلکہ رمضان کی آمد سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تیاری اور اس میں بھرپور محنت کرنے کے لیے ایک خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہمیں وعظ فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَاتٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَ قِيَامَهُ لَيْلِيَةً تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخُصْلَةٍ مِنْ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَذَى فَرِيضَةً قِيَامًا سِوَاهُ وَمَنْ أَذَى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَذَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً قِيَامًا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمَوَاسَاةِ وَ شَهْرُ يُزَادُ رِزْقَ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِدُنُوبِهِ وَعَنْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مَنْ غَيْرِ أَنْ يُنْتَفِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قَالُوا: لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفْطِرُ الصَّائِمَ فَقَالَ: يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى تَمَرَةٍ أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ أَوْ مَذْقَةٍ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عَنْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ قَمَلِهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَ أَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ وَ اسْتَكْبَرُوا فِيهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ: خُصْلَتَيْنِ تُرْضَوْنَ فِيهِمَا رَبُّكُمْ وَ خُصْلَتَيْنِ لَا غِنَى بِكُمْ عَنْهُمَا فَأَمَّا الْخُصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضَوْنَ فِيهِمَا رَبُّكُمْ فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ تَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنَى بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَ تَعُوذُونَ بِهِ مِنَ النَّارِ وَمَنْ أَشْبَعَ فِيهِ صَائِمًا سَقَاَهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

(صحیح ابن خزیمہ: ج 2 ص 911 باب فضائل شہر رمضان - رقم الحدیث 1887)

ترجمہ: ”تم پر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر

کے اللہ کا قرب حاصل کرے گا ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہو گا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہو گا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار کر دے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسی کا پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے رب تعالیٰ شانہ (روزِ قیامت) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔“

رمضان المبارک کی عبادات کی فضیلت اور مسائل کا جاننا ضروری ہے تاکہ انسان اس مہینہ میں عبادات کو بطریق احسن ادا کر کے خدا تعالیٰ کے ہاں سرخرو رہ سکے۔

رمضان و روزہ کے فضائل

1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيََتْ أُمَّتِي خَمْسَ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَها أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوفٌ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْبَسِمْ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُقْطَرُوا وَيُزَيَّنَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتُهُ ثُمَّ يَقُولُ يُوشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمْ الْمُنُونَةَ وَالْأَذَى وَيَصْبِرُوا إِلَيْكَ وَيُصَفَّدَ فِيهِ مَرَدَّةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلَى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ فِي غَيْرِهِ وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِيْمَانِي وَيُؤْتَى أَجْرُهُ إِذَا قُضِيَ عَمَلُهُ.

(مسند احمد: ج 8 ص 30 رقم الحدیث 7904)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئیں ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں:

- (۱) ان کے منہ کی بوالہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
- (۲) ان کیلئے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ افطار کے وقت تک دعا کرتے ہیں۔
- (۳) جنت ہر روز ان کیلئے سجا دی جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے۔
- (۴) اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں۔

(۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا یہ شب قدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے وقت دی جاتی ہے۔
 2: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُحْصَةٍ وَرَخْصَةٍ اللَّهُ لَهُ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ.

(مسند احمد: ج 9 ص 346، رقم الحدیث 9870)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ایک دن رمضان کا روزہ چھوڑ دے اور پھر تمام عمر کے روزے بھی رکھے تو اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتا۔

3: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَالَهُ يَنْجِرُ قُفْهَا.
 (سنن النسائي: ج 1 ص 311 باب فضل الصيام)

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

فائدہ: ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور روزہ پھاڑ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں جھوٹ، غیبت اور اس قسم کے ناجائز کام کیے جائیں۔ لہذا روزہ کے حقیقی فوائد اور ثمرات اس وقت حاصل ہوں گے جب انسان ان گناہ کی چیزوں اور لالچوں سے بچا رہے۔

4: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ دَعَاؤُهُمْ؛ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ

الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِي لَأَكْثُرَنَّ ثَنَكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ. (مسند احمد بن حنبل: ج 9 ص 298 رقم الحديث 9703)

ترجمہ: حضرات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی؛ ایک روزہ دار کی جب وہ روزہ افطار کرتے وقت مانگتا ہے، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم انسان کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ (اے بندے!) میں تیری ضرورت مدد کروں گا، گو (کسی مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر ہو جائے۔

5: عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْضَرُوا الْمُنْبِرَ فَحَضَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَفَى دَرَجَةٌ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَفَى الدَّرَجَةُ الثَّانِيَةُ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَفَى الدَّرَجَةُ الثَّالِثَةُ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ مِنَ الْمُنْبِرِ قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا الْيَوْمَ مِنْكَ شَيْئًا لَمْ نَكُنْ نَسْمَعُهُ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَزَّ وَجَلَّ لِي فَقَالَ: بَعْدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيبُ الثَّانِيَةِ قَالَ: بَعْدَ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيبُ الثَّالِثَةِ قَالَ: بَعْدَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ الْكَبِيرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا، فَلَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ - أَطْلُتُهُ قَالَ - فَقُلْتُ: آمِينَ. (شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 214 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ)

ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ (قریب قریب) حاضر ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب

دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب آپ علیہ السلام خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جبریل میرے پاس آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسرے زینے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں آئیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا: آمین۔

6: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَاكِرُ اللَّهِ فِي رَمَضَانَ يُغْفَرُ لَهُ وَسَائِلُ اللَّهِ فِيهِ لَا يَجُوبُ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج 3 ص 311 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔“

7: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَايًّا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 4 ص 240)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔“

مسائل روزہ

مسئلہ: رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر کوئی روزہ کی نذرمان لے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عیدین کے دن اور بقر عید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: طلوع فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک روزے کی نیت سے کھانا اور پینا چھوڑ دیں اور خاوند بیوی ہمستر بھی نہ ہوں شریعت میں اس کو ”روزہ“ کہتے ہیں۔

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سارا دن کچھ کھایا نہ پیانا ہمستر ہو تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے کہ ”وَبصوم غدنویت“ تو بھی کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ: شریعت میں روزہ صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ بعض لوگ سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہیے، یہ خیال غلط ہے جب تک صبح صادق نہ ہو کھاپی سکتے ہیں چاہے نیت کر چکے ہوں

یا ابھی تک نہ کی ہو۔

مسئلہ: رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

مسئلہ: شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھیں اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر بادل ہوں اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں، روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کریں۔

مسئلہ: انتیسویں تاریخ کو (بادل یا گرد کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھیں ہاں اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھیں۔ (منتخب از بہشتی زیور: ص 117، 118 بتغیر لیر)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے خاوند و بیوی ہمستر ہو جائیں تو ان کا روزہ نہیں گیا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر کر بھی کھاپی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھاپی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی طاقت نہ رکھتا



ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلاوے، کھانے دیوے۔

مسئلہ: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا خود بخود دھواں چلا گیا یا گر دو غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصد ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ: لوبان (ایک قسم کی گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے) وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سو نکھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر، کیوڑہ، گلاب کا پھول اور خوشبو سو نگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔

مسئلہ: دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھیں اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا، البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: اگر پان کھا کر خوب کلی غرغہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ: ناک کو اتنے زور سے سُٹ کر لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سُٹ کر کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ (منتخب بہشتی زیور: ص 117)

جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔



مسئلہ: آپ ہی قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کے تھی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

مسئلہ: تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصد اُلٹا لیا تو روزہ ٹوٹ جاتا۔

مسئلہ: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھالی یا پی لی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ: روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر اس روزہ کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ: منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن خواہ مخواہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر کسی کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک وغیرہ درست نہ ہو تو غصہ ہو گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔



مسئلہ: کسی چیز کو اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن (ٹوٹھ پیسٹ) سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی، اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کو قے آگئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

(منتخب از بہشتی زیور: ص 117 تا 119 تیسرا حصہ)

تراویح کے فضائل

1: حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

شَهْرُ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ.

(سنن ابن ماجہ: ص 94، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائے ہیں اور میں نے اس کے قیام (تراویح) کو تمہارے لیے سنت قرار دیا ہے۔

2: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(صحیح البخاری: ج 1، ص 10، باب تطوع قیام رمضان من الایمان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تراویح پڑھی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

تراویح کے مسائل

تراویح بیس رکعت ہے:

1: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 284 باب کم یصلی فی رمضان من رُبعة. المعجم الکبیر

للطبرانی ج 5 ص 433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص 218 رقم 653)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔

2: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةَ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للہی ص 317، فی نسخۃ 142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار (فرض) بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

3: عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ أَبِي بَنْ كَعْبٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مسند أحمد بن منیع بحوالہ التحفۃ الخیرۃ المہرۃ للبوصیری ج 2 ص 424 باب فی قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی



اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھاؤں..... تو میں نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

4: عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْبَيِّنِينَ، وَكَانُوا يَتَوَكَّلُونَ عَلَى عَصِيْبِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 496 باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (صحابہ کرام باجماعت) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

5: عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أَمَرَ الَّذِي يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُزَادُ أَحَدًا مَبْنِيْنٍ كُلِّ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. (مسند الامام زید ص 158)

ترجمہ: امام زید رحمہ اللہ اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، ہر چار رکعت کے بعد آرام کا اتنا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور یہ کہ سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

6: حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُصَلِّي بِنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ الْأَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(قیام اللیل للمروزی ص 157)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو ابھی رات باقی ہوتی تھی۔ حدیث کے راوی امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

7: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلَى أَنَّ التَّارَوِیْحَ عِشْرُونَ رَكْعَةً.

(مرقاۃ المفاتیح: ج 3 ص 346 باب قیام شہر رمضان۔ الفصل الثالث)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے۔

8: محدث علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِعْلَمُوا أَنَّ صَلَاةَ التَّارَوِیْحِ سُنَّةٌ بِإِتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً.

(کتاب الاذکار ص 226 باب اذکار صلاة التراويح)

ترجمہ: نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

تراویح میں ختم قرآن:

1: عَنْ الْحُسَيْنِ قَالَ مَنْ أَمَرَ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ فَلْيَأْخُذْ بِهِمُ الْبُسْرَ فَإِنْ كَانَ بَطِيئَ الْقِرَاءَةِ فَلْيَخْتِمْ الْقُرْآنَ خَتْمَةً وَإِنْ كَانَ قِرَاءَةً بَيْنَ ذَلِكَ، فَخَتْمَةً وَنِصْفًا وَإِنْ كَانَ سَرِيعَ الْقِرَاءَةِ فَمَرَّتَيْنِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 5 ص 222 باب فی صلاة رمضان)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائے وہ ان سے آسانی کا معاملہ کرے۔ اگر اس کی قراءت آہستہ ہو تو ایک قرآن کریم کا ختم کرے، قراءت کی رفتار درمیانی ہو تو ڈیڑھ اور اگر تیز قراءت کر سکتا ہو تو پھر دوبار قرآن کا ختم کرے۔

2: قَالَ الْإِمَامُ الْفَقِيهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَصَكْفِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: (وَالْخَتْمُ مَرَّةً



سُنَّةٌ وَمَرَّتَيْنِ فَضِيلَةٌ وَثَلَاثًا أَفْضَلُ (وَلَا يُتْرَكُ) الْحَتْمُ (لِكْسَلِ الْقَوْمِ)۔

(الدر المختار للحصکفی: ج 2 ص 601 کتاب الصلاة، بحث صلاة الترواح)

ترجمہ: امام محمد بن علی الحصکفی فرماتے ہیں: ترواح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت، دوبار فضیلت اور تین بار افضل ہے، قوم کی سستی کی وجہ سے چھوڑا نہ جائے۔

3: السُّنَّةُ فِي التَّرَاوِيحِ اِتِّمَامُهَا وَالتَّحْتَمُ مَرَّةً فَلَا يُتْرَكُ لِكْسَلِ الْقَوْمِ۔

(فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 130 فصل فی الترواح)

ترجمہ: ترواح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے، لوگوں کی سستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔

ترواح میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں:

1: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ نَقُومَ

الْعَاسِ فِي الْمُصْحَفِ. (کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص 711 باب بل یوم القرآن۔)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر پڑھائیں۔

2: عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي الْمُصْحَفِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 5 ص 89 باب من کرہہ [ای الامامة بالقراءة فی المصحف])

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آدمی امام بنے اور قرآن دیکھ کر پڑھائے۔

3: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي الْمُصْحَفِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 5 ص 88 باب من کرہہ [ای الامامة بالقراءة فی المصحف])

ترجمہ: مشہور فقیہ حضرت ابراہیم الخنقی رحمۃ اللہ علیہ قرآن دیکھ کر امامت کرانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

نابالغ کی امامت جائز نہیں:

1: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ نُؤَمِّرَ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ، وَنَهَانَا أَنْ يُؤَمَّنَّا إِلَّا الْمُحْتَلِمَ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص 711 باب بل یوم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر پڑھائیں اور ہمیں یہ حکم دیا کہ بالغ امامت کروائیں۔

2: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَا يُؤْمَرُ الْعُلَامَةُ حَتَّى تَحِبَّ عَلَيْهِ الْحُدُودُ.

(نیل الاوطار للشوکانی: ج 3 ص 176 باب ماجاء فی امامۃ الصبی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچہ امامت نہ کرائے جب تک اس قابل نہ ہو جائے کہ اس پر حدود لگ سکیں (یعنی بالغ ہو جائے)۔

3: عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: لَا يُؤْمَرُ غُلَامٌ حَتَّى يَحْتَلِمَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 3 ص 207 باب فی امامۃ الغلام قبل ان یحتلم)

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچہ جب تک جوان نہ ہو جائے اس وقت تک امامت نہ کرائے۔

فضائل اعتکاف

1: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

(صحیح البخاری: باب الاعتکاف فی العشر الآخر، ج 1 ص 271)



ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں۔

2: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ... مَنْ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَاقٍ كُلُّ خَنَاقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج 5 ص 279 رقم الحديث 7326)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کیلئے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو اڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ! ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہوگی؟ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی مبارک گھڑیوں میں اعتکاف کرتے ہیں اور مذکورہ فضیلت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

3: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ، وَيَجْزِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

(سنن ابن ماجہ: باب فی ثواب الاعتکاف ص 128)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔



فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کے فوائد میں سے دو بیان کیے گئے ہیں:

- (1) معتکف جتنے دن اعتکاف کرے گا اتنے دن گناہوں سے بچا رہے گا۔
 - (2) جو نیکیاں وہ باہر کرتا تھا مثلاً مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء کی امداد، علماء کی مجالس میں حاضری وغیرہ، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا لیکن اس قسم کے اعمال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔
- 4: ایک حدیث میں آتا ہے:

مَنْ اعْتَكَفَ اِثْمَانًا وَاحِدًا سَابَا غُفْرًا لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(کنز العمال: کتاب الصوم، الفصل السابع فی الاعتکاف ولیلۃ القدر، ج 8 ص 244)

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کیلئے ایمان و اخلاص کے ساتھ اعتکاف کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کرنے پر جن گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے ان سے مراد گناہ صغیرہ ہیں، کیونکہ گناہ کبیرہ کی معافی کیلئے توبہ شرط ہے۔ اعتکاف کرنے والا جب مبارک ساعات میں خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتا ہے، آہ و بکا کرتا ہے اور اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو یقینی بات ہے اس کے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک میں گناہوں سے مراد کبیرہ بھی ہو سکتے ہیں جن کی معافی اعتکاف میں ہوتی ہے۔ لہذا معتکف کو چاہیے کہ توبہ و استغفار کا ضرور اہتمام کیا کرے۔

5: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنَ الْوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

(صحیح البخاری: باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر، ج 1 ص 270)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان

کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ لیلة القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کیا کرو۔

فائدہ: اعتکاف سے مقصود لیلة القدر کو پانا ہے جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔ نیز اس حدیث میں لیلة القدر کو تلاش کرنے کیلئے آخری عشرہ کا اہتمام بتایا گیا ہے جو دیگر احادیث کی رو سے اس عشرہ کی طاق راتیں ہیں۔ لہذا بہتر تو یہی ہے کہ اس آخری عشرہ کی ساری راتوں میں بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ کم از کم طاق راتوں کو تو ضرور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

اعتکاف کے مسائل

ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں کیا جانے والا اعتکاف ”سنت مؤکدہ علی الکفایہ“ ہے، یعنی بڑے شہروں کے محلے کی کسی ایک مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی کی کسی ایک مسجد میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف کرے گا تو سنت سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہونگے۔ اس اعتکاف کے چند مسائل یہ ہیں:

- 1: رمضان کے سنت اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک رہتا ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ بیسویں دن غروب آفتاب سے پہلے اعتکاف والی جگہ پہنچ جائے۔
- 2: جس محلے یا بستی میں اعتکاف کیا گیا ہے، اس محلے اور بستی والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اگرچہ اعتکاف کرنے والا دوسرے محلے کا ہو۔
- 3: آخری عشرے کے چند دن کا اعتکاف، اعتکافِ نفل ہے، سنت نہیں۔



- 4: عورتوں کو مسجد کے بجائے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔
- 5: سنت اعتکاف کی دل میں اتنی نیت کافی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔
- 6: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف بٹھانا جائز نہیں۔
- 7: مسجد میں ایک سے زائد لوگ اعتکاف کریں تو سب کو ثواب ملتا ہے۔
- 8: مسنون اعتکاف کی نیت بیس تاریخ کے غروبِ شمس سے پہلے کر لینی چاہیے، اگر کوئی شخص وقت پر مسجد میں داخل ہو گیا لیکن اس نے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا تو پھر نیت کرنے سے اعتکاف سنت نہیں ہوگا۔
- 9: اعتکافِ مسنون کے صحیح ہونے کیلئے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں:
 - 1: مسلمان ہونا
 - 2: عاقل ہونا
 - 3: اعتکاف کی نیت کرنا
 - 4: مرد کا مسجد میں اعتکاف کرنا
 - 5: مرد اور عورت کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا (یہ شرط اعتکاف کے جائز ہونے کیلئے ہے لہذا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں اعتکاف شروع کر دے تو اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن یہ شخص گناہگار ہوگا)۔
 - 6: عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا
 - 7: روزے سے ہونا (اگر اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے یا کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔)
 - 10: جس شخص کے بدن سے بدبو آتی ہو یا ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے لوگ



تنگ ہوتے ہوں تو ایسا شخص اعتکاف میں نہ بیٹھے البتہ اگر بدبو تھوڑی ہو جو خوشبو وغیرہ سے دور ہو جائے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تو جائز ہے۔

اعتکاف کی حالت میں جائز کام

کھانا پینا (بشرطیکہ مسجد کو گند نہ کیا جائے)، سونا، ضرورت کی بات کرنا، اپنا یا دوسرے کا نکاح یا کوئی اور عقد کرنا، کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، تیل لگانا، کنگھی کرنا (بشرطیکہ مسجد کی چٹائی اور قالین وغیرہ خراب نہ ہوں)، مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا لیکن یہ کام بغیر اجرت کے کرے تو جائز ہیں ورنہ مکروہ ہیں، برتن وغیرہ دھونا، ضروریات زندگی کیلئے خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ سودا مسجد میں نہ لایا جائے، کیونکہ مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں۔ عورت کا اعتکاف کی حالت میں بچوں کو دودھ پلانا۔ معتکف کا اپنی نشست گاہ کے ارد گرد چادریں لگانا۔ معتکف کا مسجد میں اپنی جگہ بدلنا۔ بقدر ضرورت بستر، صابن، کھانے پینے کے برتن، ہاتھ دھونے کے برتن اور مطالعہ کیلئے دینی کتب مسجد میں رکھنا۔

ممنوعات و مکروہات

بلا ضرورت باتیں کرنا۔ اعتکاف کی حالت میں فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر، تصویر دار اخبارات و رسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا، سننا۔ ضرورت سے زیادہ سامان مسجد میں لا کر بکھیر دینا۔ مسجد کی بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کا بے جا استعمال کرنا۔ مسجد میں سگریٹ و حقہ پینا۔ اجرت کے ساتھ حجامت بنانا اور بنوانا، لیکن اگر کسی کو حجامت کی ضرورت ہے اور بغیر معاوضہ کے بنانے والا میسر نہ ہو تو ایسی صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ حجامت بنانے والا مسجد سے باہر رہے اور معتکف مسجد کے اندر۔

حاجاتِ طبعیہ

پیشاب، پاخانہ اور استنجہ کی ضرورت کیلئے معتکف کو باہر نکلنا جائز ہے، جن کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. پیشاب، پاخانہ کیلئے قریب ترین جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔
 2. اگر مسجد سے متصل بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو وہیں ضرورت پوری کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو دور جاسکتا ہے، چاہے کچھ دور جانا پڑے۔
 3. اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔
 4. قضاء حاجت کیلئے جاتے وقت یا واپسی پر کسی سے مختصر بات چیت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کیلئے ٹھہرنا نہ پڑے۔
- اعتکاف کے مسائل جاننے کے لیے راقم کی کتاب ”اعتکاف کو رس“ کا مطالعہ فرمائیں۔

صدقۃ الفطر کے احکام و مسائل

صدقۃ الفطر کا نصاب:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونایا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔ (الجوهرة النيرة: ج 1 ص 160، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لا يجوز)



یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔

(بدائع الصنائع: ج 2 ص 158، مصارف الزکوٰۃ)

ادائیگی کا وقت:

صدقہ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے ہے، البتہ رمضان کے آخر میں کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔ (نور الانوار: ص 56)

صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر کھجور، کشمش یا جو کی صورت میں دیا جائے تو ایک صاع کی مقدار دینا چاہیے اور گندم (گیہوں) کی صورت میں دیں تو نصف صاع دیا جائے گا۔

(الاختیار لتعلیل المختار: ج 1 ص 123، 124 باب صدقۃ الفطر)

ایک صاع کی مقدار ساڑھے تین سیر اور نصف صاع کی مقدار پونے دو سیر ہے۔ (اوزان شرعیہ از مفتی محمد شفیع: ص 34، 38 ملخصاً)

صدقہ کے مصارف:

1: صدقہ فطر کے مستحق ایسے غریب حضرات ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

(الدر المختار: ج 3 ص 379 باب صدقۃ الفطر)

2: صدقہ فطر ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اسی طرح بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور

نواسا نواسی کو دینا درست نہیں ہے۔ ایسے ہی بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو اپنا صدقہ

فطر نہیں دے سکتا۔ (تحفۃ الفقہاء: ج 1 ص 303 باب من یوضع فی الصدقۃ)

3: ان رشتہ داروں کے علاوہ مثلاً بھائی بہن، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا چچی،

بھوپا پھوپا، خالہ خالو، ماموں ممانی، سسر ساس، سالہ بہنوئی، سوتیلی ماں سوتیلے باپ ان سب کو صدقہ فطر دینا درست ہے بشرطیکہ یہ غریب اور مستحق ہوں۔

(المحرر الرائق: ج 2 ص 425 کتاب الزکوٰۃ - باب مصرف الزکوٰۃ)

صدقہ فطر کے متفرق مسائل:

1: اگر عورت صاحب نصاب ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، مگر عورت پر کسی اور کی طرف سے فطرانہ نکالنا ضروری نہیں ہے، نہ بچوں کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ شوہر کی طرف سے۔

(رد المحتار: ج 3 ص 370 باب صدقۃ الفطر، الاختیار لتعلیل المختار: ج 1 ص 123 باب صدقۃ الفطر)

2: مردوں پر جس طرح اپنی طرف سے صدقہ فطر دینا ضروری ہے، اس طرح نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے دینا واجب نہیں۔

(الاختیار لتعلیل المختار: ج 1 ص 123 باب صدقۃ الفطر)

اسی طرح بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ وہ اس کے عیال داری میں کیوں نہ رہتے ہوں۔

(فتاویٰ عالمگیری: ج 1 ص 212 الباب الثامن فی صدقۃ الفطر)

البتہ اگر بالغ لڑکا یا لڑکی مجنون ہو تو اس کی طرف سے اس کے والد صدقہ

فطر ادا کریں گے۔ (رد المحتار: ج 3 ص 368 باب صدقۃ الفطر)

3: اگر گھوٹوں کے علاوہ کوئی اور غلہ باجرہ چاول وغیرہ دیا جائے تو اس میں گھوٹوں

کی قیمت کا اعتبار ہو گا یعنی جس قدر پونے دو کلو گھوٹوں کی قیمت ہو اتنی رقم کا غلہ دیا

(فتاویٰ رحیمیہ: ج 5 ص 172)

جائے۔

4: جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب، دونوں میں کچھ فرق نہیں۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج 5 ص 172)

نمازِ عید

دنیا کی ہر قوم اپنا ایک تہوار رکھتی ہے۔ ان تہواروں میں اپنی خوشی کے ساتھ ساتھ اپنے جداگانہ تشخص کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ عیسائیوں کا کرسمس ڈے، ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور پارسیوں کے ہاں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ان کے تہوار کی نمائندہ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی عید دیگر مذاہب و اقوام کے تہواروں سے بالکل مختلف حیثیت رکھتی ہے۔ وہاں عید کا دن نفسیات کی پابندی، عیش و عشرت کے اظہار اور فسق و فجور کے افعال میں گزرتا ہے، لیکن اہل اسلام کی عید صرف خوشی ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی عبادت، ذکر اور شکر میں گزرتی ہے۔ یعنی یومِ عید خوشی و شادمانی کے ساتھ ساتھ عبادت کا دن بھی ہے۔ اہل اسلام کی عید اپنے اندر اطاعتِ خداوندی، اظہارِ شادمانی، اجتماعیت، تعاون و تراحم کے احساسات، مال و دولت کی حرص سے اجتناب جیسے جذبات رکھتی ہے۔ اس دن جو امور مشروع کیے گئے ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے انسان غمی و مصیبت میں تو خدا کو یاد کرتا ہی ہے لیکن مسلمان اپنی خوشی کے لمحات میں بھی یادِ الہی سے غافل نہیں رہتے۔

طریقہ نماز:

نمازِ عید دو رکعات چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد



تین تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں۔ پہلی رکعت میں زائد تکبیریں کہتے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیے جاتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد باندھ لئے جاتے ہیں اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیروں کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر نمازی رکوع میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں مل کر چار تکبیریں ہوں گی اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور رکوع کی تکبیر مل کر چار ہوں گی۔ یوں گویا کہ ہر رکعت میں چار تکبیریں ہوں گی۔ اس کا ثبوت ان احادیث سے ہوتا ہے:

1: عَنْ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَيْنٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِينَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَنْسُوا كِتَابَةَ الْجَنَائِزِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَقَبَضَ إِلَيْهَا مَهْمَةً. (شرح معانی الآثار ج 2 ص 371 باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیہا؟)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن قاسم فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی (تکبیروں کی) طرح (چار) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کا اشارہ فرمایا اور انکو ٹھابند کر لیا۔

2: عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لِإِبْنِ هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحَدِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَخْطَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حَدِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 170 باب التکبیر فی العیدین)

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

3: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ.

(المجمع الكبير للطبرانی ج 4 ص 593 رقم 9402، مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 167، رقم 5704)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازی چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے، پھر قراءت کرے، پھر تکبیر کہ کر رکوع کرے دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قراءت کرے، پھر قراءت کے بعد چار تکبیریں کہے۔ (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع کے لیے)

تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا:

پنجگانہ نمازوں میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرنا چاہیے اور عیدین میں کیا جانے والا رفع یدین کرنا چاہیے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

1: عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَرْفَعُ الْيَدَيْنِ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ



الصَّلَاةُ وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوُثْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبَجْعَ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَبَرَتَيْنِ.

(سنن الطحاوی: ج 1 ص 417 باب رفع الیدین عند رویۃ البیت)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔ (۱) نماز کے شروع میں (۲) نماز وتر میں قنوت کے وقت (۳) عیدین میں (۴) حجر اسود کو سلام کے وقت، (۵) صفا و مروہ پر، (۶) مزدلفہ

اور عرفات میں (۷) دو جہروں کے پاس ٹھہرتے وقت

2: وَاتَّقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ.

(مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری: ج 3 ص 495 باب صلاة العیدین)

ترجمہ: فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

3: وَاجْتَمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يُرْفَعُ الْيَدَانِ فِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ.

(بدائع الصنائع للکاسانی: ج 1 ص 484، رفع الیدین فی الصلوة)

ترجمہ: فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وٹروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

خطبہ عید:

نماز عید کے لیے دو خطبے ہیں:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَكَانَ يُحْطَبُ خُطْبَتَيْنِ قَائِمًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلْسَةٍ.

(مسند البزار رقم الحديث 1116، مجمع الزوائد للهيثمی ج 2 ص 439 رقم الحديث 3239)

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید بغیر اذان و اقامت کے



پڑھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دو خطبے کھڑے ہو کر دیتے تھے اور ان کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھتے تھے۔

خطبہ عید کا نماز کے بعد ہونا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ وَيَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 131 باب المشی والركوب الى العيد بغیر اذان ولا اقامة)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن نماز پڑھتے، پھر نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے۔

عورتیں عید گاہ میں نہ جائیں:

ابتدائے اسلام میں عورتوں کو دین کے بنیادی احکامات، مسائل اور آداب سے روشناس کرنے کے لیے مختلف اجتماعات مثلاً فرض نماز، جمعہ، عیدین وغیرہ میں شرکت کی اجازت تھی۔ جب یہ ضرورت پوری ہوئی اور عورتیں بنیادی مسائل و احکام سے واقف ہو گئیں تو انہیں ان اجتماعات سے روک دیا گیا۔ مندرجہ ذیل روایات اس پر شاہد ہیں۔

1: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوِ آذَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخَذَتْ النِّسَاءَ لَمْ تَعْنَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُمِعَتْ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 120 باب خروج النساء الى المساجد الخ، صحیح مسلم ج 1 ص 183 باب خروج النساء الى المساجد الخ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آج اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو انہیں کو مسجد جانے سے



ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

2: عَنْ ابْنِ جُمَحْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يُخْرِجُ نِسَاءً فِي الْعِيدَيْنِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیویوں کو نماز عیدین کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

3: عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَدْعُ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِهِ تَخْرُجُ إِلَى فِطْرٍ وَلَا أَضْحَى.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین)

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر بن عوام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کی کسی عورت کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

4: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ كَانَ الْقَاسِمُ أَشَدَّ شَيْخٍ عَلَى الْعَوَاتِقِ، لَا يَدْعُهُنَّ يُخْرِجْنَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن قاسم کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ نوجوان عورتوں کے بارے میں بہت سخت تھے کہ انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نہیں جانے دیتے تھے۔

5: عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يُكْرَهُ خُرُوجُ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 234، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورتوں کو عیدین کی نمازوں کے لئے جانا مکروہ ہے۔

رمضان اور سخاوت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. (صحیح البخاری: ج 1 ص 3 باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جبکہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے آپ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے تھے، آپ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی و سخاوت اور نفع رسانی میں باورِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔

اس مہینہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور وجوبی صدقات تو ادا کرنا تو انسان کے ذمہ ہیں ان کے ساتھ ساتھ کوشش کرنی چاہیے کہ نفلی صدقات کا اہتمام بھی کیا جائے۔ کسی نادار روزہ دار کا روزہ افطار کرانا، کسی محتاج کی مدد کرنا، کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا، یتیم اور بیواؤں کا خیال رکھنا وغیرہ ایسی نیکیاں ہیں کہ انسان ان کو اس ماہِ مقدس میں ضرور ادا کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی قدر کی توفیق نصیب فرمائے، دن کو روزہ اور رات کو تراویح کی پابندی کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شوال کے چھ روزے

رمضان المبارک کے روزوں اور عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی احادیث میں بہت فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

(صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا.

(مسند احمد: رقم الحدیث 14302)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو ”پورے زمانے کے روزے“ اور دوسری حدیث میں ”پورے سال کے روزے“ رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اس



کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو بقاعدہ ”الحسنة بعشر امثالها“ (ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گنا ہے) اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس سے مذکورہ حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آتا ہے کہ ”گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے“، نیز اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا رہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔ اس تو جیہہ سے حدیث مذکور کا مضمون ”یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے“ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ اس فضیلت کو حاصل کر لیا جائے۔

چند مسائل:

1: اگر کسی کے ذمہ؛ رمضان کے روزے ہوں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے ان روزوں کی قضاء کی جائے، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھا جائے۔

(نہایۃ المحتاج: ج 10 ص 310 باب فی صوم التطوع)

2: شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہے رکھ سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال میں مکمل ہو جانی چاہیے۔

(شرح النقایۃ: ج 2 ص 215 الايام التي يستحب صومها)

زکوٰۃ کے مسائل

مفتی نجیب احمد قاسمی، ریاض

زکوٰۃ کے معنی:

زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی، بڑھوتری اور برکت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (سورۃ التوبہ) اُن کے مال سے زکوٰۃ لوتا کہ اُن کو پاک کرے اور بابرکت کرے اُس کی وجہ سے، اور دعوے اُن کو۔ شرعی اصطلاح میں مال کے اُس خاص حصہ کو زکوٰۃ کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیروں، محتاجوں وغیرہ کو دے کر انہیں مالک بنادیا جائے۔

زکوٰۃ کا حکم:

زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ قرآن کریم کی آیات اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات سے اس کی فرضیت ثابت ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، جس پر آخرت میں سخت سزائیں دی جائیں گی اگر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف نہیں فرمایا۔

زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی؟:

زکوٰۃ کی فرضیت ابتداء اسلام میں ہی مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہو چکی تھی، جیسا کہ مفسر قرآن ابن کثیرؒ نے سورۃ مزمل کی آیت فَاقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ سے استدلال فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ سورۃ مکی ہے اور بالکل ابتداء وحی کے زمانہ کی سورتوں میں سے ہے۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام میں زکوٰۃ کے لئے کوئی



خاص نصاب یا خاص مقدار مقرر نہ تھی، بلکہ جو کچھ ایک مسلمان کی اپنی ضرورت سے بچ جاتا، اُس کا ایک بڑا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ نصاب کا تعین اور مقدارِ زکوٰۃ کا بیان مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا۔

زکوٰۃ نہ نکالنے پر وعید:

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اپنے مال کی ماحقہ زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ اُن کے لئے بڑے سخت الفاظ میں خبر دی ہے، چنانچہ فرمایا: **وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِئْسَ لَهُمْ بَعْدَ ابْتِغَاءِ الْإِيمَانِ يَوْمَ يُخْمَلُ عَلَيْهِمْ فِي ثَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ** جو لوگ سونا و چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) تو (اے نبی) آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ دوسری آیت میں اُس دردناک عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی کہ یہ دردناک عذاب اُس دن ہو گا جس دن سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اُس آدمی کی پیشانی، اُس کے پہلو اور اُس کی پشت کو داغا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج تم اس خزانے کا مزہ چکھو، جو تم اپنے لئے جمع کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس انجام بد سے محفوظ فرمائے، آمین۔ آیت میں **كَذَرْتُمْ** سے مراد وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مال میں زکوٰۃ کی رقم شامل ہو جائے (یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کی گئی یا پوری زکوٰۃ نہیں نکالی بلکہ کچھ زکوٰۃ نکالی اور کچھ رہ گئی) تو وہ مال انسان کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سبب ہے۔ (مجمع الزوائد) لہذا اس بات کا



اہتمام کیا جائے کہ ایک ایک روپے کا صحیح حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

زکوٰۃ کے فوائد:

زکوٰۃ ایک عبادت ہے اور اللہ کا حکم ہے۔ زکوٰۃ نکالنے سے ہمیں کوئی فائدہ ملے یا نہ ملے، اللہ کے حکم کی اطاعت بذات خود مقصود ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اصل مقصد اللہ کی اطاعت ہے، لیکن اللہ کا کرم ہے کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو اللہ اُس کو دنیاوی فوائد بھی عطا فرماتا ہے، اُن فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافہ اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم (سورۃ البقرہ) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور زکوٰۃ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ خرچ کرتا ہے (زکوٰۃ نکالتا ہے) تو فرشتے اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے اس کو اور زیادہ عطا فرما، اور اے اللہ جس شخص نے اپنے مال کو روک کر رکھ رہا ہے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا ہے) تو اے اللہ اس کے مال پر ہلاکت ڈال دے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی صدقہ کسی مال میں کمی نہیں کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟:

اُس مسلمان عاقل بالغ پر زکوٰۃ فرض ہے جو صاحب نصاب ہو۔ نصاب کا اپنی ضرورتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا شرط ہے، نیز مال پر ایک سال کا گزرنا بھی ضروری ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہے، یا مال تو نصاب کے برابر ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا، تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب:

52.5 تولہ چاندی یا 7.5 تولہ سونا یا اُس کی قیمت کا نقد روپیہ یا زیور یا سامان تجارت وغیرہ جس شخص کے پاس موجود ہے اور اُس پر ایک سال گزر گیا ہے تو اُس کو ”صاحبِ نصاب“ کہا جاتا ہے۔

سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ:

خیر القرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء و فقہاء و محدثین، قرآن و سنت کی روشنی میں عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں، اگر وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو، جس کے مختلف دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

1: قرآن و سنت کے وہ عمومی حکم جن میں سونے یا چاندی پر بغیر کسی (استعمالی یا غیر استعمالی) شرط کے زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر ہے اور ان آیات و احادیث شریفہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ متعدد آیات و احادیث میں یہ عموم ملتا ہے۔ سورۃ التوبہ کا ذکر کر چکا ہوں جس میں سونا یا چاندی پر زکوٰۃ نہ نکالنے والوں کو دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُوَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَاءٌ مِنْ نَارٍ فَأُحْجِيَ عَلَيْهَا فِي نَارٍ جَهَنَّمَ فَيَكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلُّهَا رُدَّتْ أَعْيُنُهُ لَهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ ثَمَسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يَقْطَعَ بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَذَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ (مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فَمِنْ لَا يُودِي الزَّكَاةَ) کوئی شخص جو سونے یا چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو کل قیامت کے دن اس سونے و چاندی کے پترے بنائے

جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں ایسا تپایا جائے گا گویا کہ وہ خود آگ کے پترے ہیں۔ پھر اس سے اس شخص کا پہلو، پیشانی اور کمر داغی جائے گی اور قیامت کے پورے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، بار بار اسی طرح تپا تپا کر داغ دے جاتے رہیں گے، یہاں تک کہ ان کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ ہو جائے۔

اس آیت و حدیث میں عمومی طور پر سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے خواہ وہ استعمالی زیور ہوں یا تجارتی سونا و چاندی۔

2: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو دو سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے کہا: نہیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کل قیامت کے دن آگ کے کنگن تمہیں پہنائے۔ تو اس عورت نے وہ دونوں کنگن اتار کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے پیش کر دیے۔ (ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الکثر ما ہو زکوٰۃ الحلی۔ مسند احمد۔ ترمذی۔ دارقطنی) صحیح مسلم کی شرح لکھنے والے امام نوویؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں چھلا دیکھ کر مجھ سے کہا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میں نے آپ کیلئے زینت حاصل کرنے کی غرض سے بنوایا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر یہ تمہیں جہنم میں



لے جانے کے لئے کافی ہے۔ (ابوداؤد، دارقطنی) امام خطابیؒ نے (معالم السنن 172/3) میں ذکر کیا ہے کہ غالب گمان یہ ہے کہ چھلا تنہا نصاب کو نہیں پہنچتا، اس کے معنی یہ ہیں کہ اس چھلے کو دیگر زیورات میں شامل کیا جائے، نصاب کو پہنچنے پر زکوٰۃ کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ امام سفیان ثوریؒ نے بھی یہی توجیہ ذکر کی ہے۔

4: حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں اور میری خالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ڈرتی نہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ لہذا ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (مسند احمد) متعدد احادیث صحیحہ میں زیورات پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کا ذکر ہے، یہاں طوالت سے بچنے کے لئے صرف تین احادیث ذکر کی گئی ہیں۔

برصغیر کے جمہور علماء کرام نے بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں یہی تحریر کیا ہے کہ استعمالی زیور میں نصاب کو پہنچنے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سعودی عرب کے سابق مفتی عام شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی بھی قرآن و سنت کی روشنی میں یہی رائے ہے کہ استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اصولی بات: قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کسی ایک جگہ بھی استعمالی یا تجارتی سونے میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ نیز استعمالی زیور کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرنے کے لئے کوئی غیر قابل نقد و جرح حدیث احادیث کے ذخیرہ میں نہیں ملتی ہے، بلکہ بعض احادیث صحیحہ استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہونے کی واضح طور پر رہنمائی کر رہی ہیں۔ نیز استعمالی



زیور پر زکوٰۃ کے واجب قرار دینے کے لئے اگر کوئی حدیث نہ بھی ہو تو قرآن کریم کے عمومی حکم کی روشنی میں ہمیں ہر طرح کے سونے و چاندی پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے خواہ اس کا تعلق استعمال سے ہو یا نہ ہو، تاکہ کل قیامت کے دن رسوائی، ذلت اور دردناک عذاب سے بچ سکیں۔ نیز استغالی زیور پر زکوٰۃ کے واجب قرار دینے میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کا فائدہ ہے تاکہ دولت چند گھروں میں نہ سمٹے بلکہ ہم اپنے معاشرہ کو اس رقم سے بہتر بنانے میں مدد حاصل کریں۔

زکوٰۃ کتنی ادا کرنی ہے؟:

اوپر ذکر کئے گئے نصاب پر صرف ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے دنیا کے موجودہ نظام کی طرح آمدنی پر ٹیکس نہیں لگایا یعنی اگر آپ کی لاکھوں روپے کی آمدنی ہے لیکن وہ خرچ ہو جاتے ہیں تو کوئی زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ ضروریات زندگی سے بچنا، بچے ہوئے مال کا نصاب کو پہنچنا اور اس پر ایک سال کا گزرنا وجوب زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے۔

سامان تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟:

مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو۔ لہذا جو لوگ Investment کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اچھے پیسے ملیں گے تو اس کو فروخت کر کے اس سے نفع کمائیں گے، تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہو تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنوالیں گے یا موقع ہو گا تو اس کو کرائے پر چڑھادیں گے یا کبھی موقع ہو گا تو اس کو فروخت کر دیں گے یعنی کوئی واضح نیت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی خرید لیا ہے، تو اس صورت میں اس پلاٹ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب

نہیں ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اُس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا جس دن آپ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اپنے مال کا حساب لگا رہے ہیں۔ یعنی زیورات کی زکوٰۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت پرانے سونے کے بیچنے کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ یعنی آپ کے پاس جو زیورات موجود ہیں اگر ان کو مارکیٹ میں بیچیں تو وہ کتنے میں فروخت ہوں گے، اس قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

ہر ہر روپے پر سال کا گزر نا ضروری نہیں:

ایک سال مال پر گزر جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر سال ہر ہر روپے پر مستقل سال گزرے۔ یعنی گزشتہ سال رمضان میں اگر آپ 5 لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا تھا۔ زکوٰۃ ادا کر دی گئی تھی۔ اس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ضروریات سے بچ گئی ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کر دیں۔ مثلاً اس رمضان میں ۶ لاکھ روپے آپ کے پاس ضروریات سے بچ گئے ہیں تو ۶ لاکھ کا 2.5 فیصد زکوٰۃ ادا کر دیں۔ ہاں اگر کوئی قابل ذکر رقم روٹین کے علاوہ دستیاب ہوئی ہے تو اس کی زکوٰۃ اس کے سال مکمل ہونے پر ہی ادا کرنی ہوگی۔

زکوٰۃ اور رمضان:

زکوٰۃ کا رمضان میں ہی نکالنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ہمیں صاحب نصاب بننے کی تاریخ معلوم ہے تو ایک سال گزرنے پر فوراً زکوٰۃ کی ادائیگی کر دینی چاہئے خواہ



کوئی سا بھی مہینہ ہو۔ مگر لوگ اپنے صاحب نصاب بننے کی تاریخ سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں اور رمضان میں ایک نیکی کا اجر ستر گنا ملتا ہے تو اس لئے لوگ رمضان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر ہر سال رمضان میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ایک سال مکمل ہونے سے قبل بھی نکالی جاسکتی ہے اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، لیکن قصداً تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے۔

مستحقین زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کس کو ادا کریں؟

اللہ تعالیٰ نے سورہ التوبہ میں 8 مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے :

- 1: فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال و اسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔ 2: مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔
- 3: جو کارکن زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔
- 4: جن کی دلجوئی کرنا منظور ہو۔ 5: وہ غلام جسکی آزادی مطلوب ہو۔
- 6: قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہو بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔
- 7: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔
- 8: مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے:

- 1: اُس شخص کو جس کے پاس ضروریاتِ اصلیہ سے زائد بقدر نصاب مال موجود ہو۔
- 2: سید اور بنی ہاشم۔ بنی ہاشم سے حضرت حارثؓ بن عبدالمطلب، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد مراد ہیں۔
- 3: اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔



4: اپنے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

5: کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔

نوٹ: بھائی، بہن، بھتیجہ، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سرسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجتمند اور مستحق زکوٰۃ ہوں، انہیں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک ثواب زکوٰۃ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

زکوٰۃ سے متعلق چند متفرق مسائل:

اگر کسی شخص کے پاس سونے یا چاندی کے علاوہ نقدی یا بینک بیلنس بھی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، البتہ دو بنیادی شرطیں ہیں:

1: نصاب کے مساوی یا زائد ہو۔ 2: ایک سال گزر گیا ہو۔

Diamond پر زکوٰۃ واجب نہ ہونے پر امت مسلمہ متفق ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اس کو قیمتی پتھروں میں شمار کیا ہے۔ ہاں اگر یہ تجارت کی غرض کے لئے ہوں تو پھر نصاب کے برابر یا زیادہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ زکوٰۃ جس کو دی جائے اُسے یہ بتانا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے ضروری نہیں بلکہ کسی غریب کے بچوں کو عیدی یا کسی اور نام سے دے دینا بھی کافی ہے۔

دینی مدارس میں غریب طالب علموں کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

زکوٰۃ کی رقم کو مساجد، مدارس، ہسپتال، یتیم خانے اور مسافر خانے کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر عورت بھی صاحب نصاب ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر شوہر خود ہی عورت کی طرف سے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے مال سے کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

تعارف کتب فقہ

مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ

کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ:

امام دار الحجۃ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے نام سے کون واقف نہیں، اگر ان کے شاگردوں کی فہرست پر نگاہ دوڑائیں تو ان میں امام ربانی محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ کا نام ضرور دکھائی دے گا امام محمد رحمہ اللہ؛ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ کوفہ میں جلیل القدر مشائخ سے علم و حکمت کے موتی سمیٹنے کے بعد مدینۃ الرسول علی صاحبہا التسلیم تشریف لے گئے اور وہاں کے ائمہ و شیوخ خصوصاً امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کے خوب خوب علمی پیاس بجھائی۔ لگ بھگ تین سال تک آپ کو امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا، اس دوران آپ نے ان سے موطا امام مالک اور دیگر احادیث کا سماع کیا۔

امام محمد رحمہ اللہ چونکہ بذات خود دفعۃ حنفی پر کاربند تھے اور مسلک حنفی کے نامور امام تھے اس لیے فروعی مسائل میں امام مالک اور ان کے ہم فکر علمائے مدینہ سے علمی اختلاف کا ہونا بعید از عقل نہ تھا۔ بہت سارے مسائل میں امام محمد رحمہ اللہ نے ان سے اختلاف رائے کیا یہ اختلاف بے بنیاد نہ تھا بلکہ دلائل و براہین کی بنیاد پر استوار تھا۔ یہ بات یاد رہے کہ علمی میدان میں اپنے موقف کو دلائل سے ثابت کر کے ادب و احترام کے ساتھ پیش کرنا قطعاً معیوب نہیں، اس میں استاذ شاگرد، پیر مرید اور بڑے چھوٹے کی کوئی تخصیص نہیں۔

چنانچہ وہ مسائل جن کے بارے میں فقہ حنفی اور فقہ مالکی کا نظریہ جدا جدا تھا

امام محمد رحمہ اللہ نے ان کو یکجا کیا، اپنے موقف کو بھرپور اور بڑے علمی انداز سے ثابت کیا، اپنے نظریے کی تائید اور ان کے نظریے کی علمی تردید پر ایسے دلائل پیش کیے جو ان پر حجت بن سکیں اسی لیے آپ نے اس کا نام الحجۃ علی اہل المدینۃ تجویز فرمایا۔

زیر بحث کتاب کا جو نسخہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس کی ترتیب و تعلیق کی سعادت دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی، مفتی صاحب رحمہ اللہ نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے یہ ذمہ داری نبھائی ہے (اللہ تعالیٰ ان کو اپنی شایان شان جزا عطاء فرمائے) یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے ادارہ عالم الکتب بیروت نے اسے شائع کیا ہے۔

کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ کا اسلوب تحریر بہت سادہ اور عام فہم ہے عبارت میں پیچیدگی اور الجھاؤ بالکل نہیں، مجموعی ترتیب یوں ہے کہ فاضل مصنف رحمہ اللہ نے ہر باب میں مسئلہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: سب سے پہلے قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہہ کر زیر بحث مسئلہ میں فقہ حنفی کا موقف سامنے لائے ہیں پھر قال اہل المدینۃ لکھ کر اس مسئلہ میں فقہائے مدینہ کا نظریہ تحریر کرتے ہیں آخر میں وقال محمد بن حسن کہہ کر فقہ حنفی کی ترجمانی کرتے ہوئے اس پر دلائل پیش کیے ہیں، بسا اوقات پہلے فقہاء مدینہ کے موقف کی بڑے دلچسپ طریقے سے تردید کرتے ہیں پھر اپنے دلائل نقل کرتے ہیں۔

بعض مقامات میں امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے اور فقہائے مدینہ کے موقف میں تقابل کیا ہے اور پھر اپنے موقف کی اضافی خوبی کو بیان کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ ایام تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد کون سے کلمات پڑھے جائیں؟ اس بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہائے مدینہ کا موقف یکساں

نہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایام تشریق میں امام و مقتدی ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھیں، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد، جب کہ فقہائے مدینہ کا کہنا یہ ہے کہ صرف کلمہ تکبیر یعنی اللہ اکبر، تین مرتبہ کہا جائے گا بس اس موقع پر امام محمد رحمہ اللہ نے حسب معمول اپنے موقف کی تائید میں چند احادیث مبارکہ پیش فرمائی ہیں مگر بطور خاص یہ جملہ بھی تحریر کیا: وهذا احسن من قول اهل المدينة لان فيه التهليل والتحميد وقد اتى على ما قاله اهل المدينة ايضا۔ (الحجة على اهل المدينة ج 1 ص 202)

اور ہمارا یہ موقف اہل مدینہ کی بات سے زیادہ بہتر ہے ایک تو اس لیے کہ اس میں تہلیل (لا الہ الا اللہ) بھی ہے اور تحمید (الحمد للہ) بھی اور دوسرا اس لیے کہ یہ کلمات جو ہم نے بتائے ہیں وہ اہل مدینہ کے بتائے ہوئے کلمات کو بھی شامل ہیں۔

بنیادی طور پر یہ کتاب ان فروعی مسائل پر مشتمل ہے جو فقہ حنفی اور فقہ مالکی کے مابین اختلافی ہیں مگر ضمناً کئی مسائل ایسے بھی امام محمد رحمہ اللہ نے درج کیے ہیں جن میں امام مالک اور فقہائے مدینہ نے وہی موقف اختیار کیا ہے جو امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے، مثلاً کتاب الطہارۃ میں اس مسئلے پر بحث کی کہ اگر کوئی آدمی دوران وضو سر کا مسح کرنا بھول جائے اور اسی طرح نماز پڑھ لے، نماز کے بعد یاد آئے کہ سر کا مسح نہیں کیا تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اب یہ بات تو یقینی ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے گا مگر سوال یہ ہے کہ اس کو از سر نو وضو کرنا پڑے گا یا صرف سر کا مسح کر لے تو وہی کافی ہوگا؟ اس بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے آدمی کے لیے از سر نو وضو کرنا ضروری نہیں صرف سر کا مسح کر لے تو کافی ہوگا۔

جبکہ اس مسئلے میں فقہاء مدینہ چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف سے

متفق ہیں اس لیے امام محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وقال اهل المدينة ايضا كما قال ابو حنيفة رضى الله عنه. اس مسئلے میں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اہل مدینہ بھی وہی کہتے ہیں۔
(الحجة على اهل المدينة ج 1 ص 30)

اسی طرح باب رفع الیدین فی صلوۃ الجنائزۃ کے تحت یہ مسئلہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے بلکہ فقط پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔ پھر لکھتے ہیں: اس مسئلہ میں امام مالک بن انس کا بھی یہی موقف ہے۔
(ایضاح 1 ص 233)

امام محمد رحمہ اللہ کی یہ کتاب علمی دنیا میں بہت اہمیت کی حامل ہے دور جانے کی ضرورت نہیں ماضی قریب کے مشہور محقق شیخ ابو زہرہ مصری رحمہ اللہ نے بڑے واضح الفاظ میں اس کی قدرو منزلت کا اعتراف کیا ہے، لکھتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ کتاب اپنی کتاب الام میں نقل کی ہے اور اس پر بیش قیمت حواشی لکھے، آپ نے کبھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے کا خلاف کیا اور کہیں اہل مدینہ کا، اور ہر مسئلہ کے خاتمہ پر کہیں حنفی فقہ سے اظہار موافقت کیا اور کہیں اہل مدینہ سے۔ یہ کتاب دو لحاظ سے بڑی قیمتی ہے اول یہ کہ سند اثابت اور روایۃ صادق ہے اس کے مستند ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام میں اسے روایت کیا اور اس کی تدوین فرمائی، دوسرا یہ کہ یہ کتاب مدلل ہے اور اس میں قیاس سنت اور آثار پر مشتمل دلائل ذکر کیے گئے ہیں، اس حیثیت سے یہ فقہ کے تقابلی مطالعہ کی کتاب ہے جب اس پر امام شافعی رحمہ اللہ کی تعلیقات اور مختلف آراء و افکار کے مابین ان کے فاضلانہ موازنہ کا اضافہ بھی کر لیا جائے تو یہ کتاب نہایت موزوں پاکیزہ فقہی نظریات کا مجموعہ نظر آتی ہے۔
(حیات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مترجم ص 380:381)

لوحِ ایام

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں معزز مہمانان گرامی کی آمد اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے اندرون و بیرون ممالک کے مختلف مسلکی اسفار اہم مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات سے خصوصی ملاقاتیں

☆ مرکز اہل السنۃ والجماعت میں 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل کا انعقاد ہوا جس میں 580 علماء و طلباء اور 50 کے قریب عالمات و فاضلات نے شرکت کی۔ خصوصی اسباق متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے ہوئے اس کے علاوہ حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی، حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم، مولانا قاضی ارشد الحسینی، انک، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا اللہ وسایا، قاضی مشتاق احمد، مولانا حکیم محمد زاہد بٹ، مولانا حبیب الرحمن، حضرت مفتی طاہر مسعود، مولانا سید معاویہ امجد شاہ، مولانا مفتی محمد طیب، مولانا محمد احسان، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عبد الرشید، پیر جی مشتاق علی شاہ، مفتی عبد الواحد قریشی، مولانا محمد نواز، مولانا عبد القدوس گجر، مولانا ابوالیوب قادری، مولانا خادم قاسمی، مفتی محمد زاہد اور دیگر علماء تشریف لائے۔

☆ 22 جون کو آل آزاد جموں و کشمیر میں عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعت کے زیر اہتمام تحفظ سنت کانفرنس ہوئی۔ مولانا محمد الیاس گھمن نے خصوصی خطاب فرمایا۔

☆ دنیائی وی پر طلاق ثلاثہ کے عنوان پر مولانا محمد الیاس گھمن نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

☆ عمرے کی سعادت حاصل کرنے مولانا محمد الیاس گھمن عازم حرمین ہوئے۔

☆ دبئی، مسقط، سلالہ اور دیگر امارات کا تبلیغی و مسلکی دورہ کیا۔

شکایت کیسے درج کرائی جائے!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ماہنامہ فقیہ ہر انگریزی ماہ کی 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی آپ تک پہنچنے میں تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

طریقہ: نام۔۔۔۔۔ رسید نمبر۔۔۔۔۔ خریداری نمبر۔۔۔۔۔ ایجنسی نمبر۔۔۔۔۔ ایڈریس۔۔۔۔۔
تعداد رسالہ۔۔۔۔۔ بابت ماہ۔۔۔۔۔ کار سالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کرایا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔
[خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجتا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔
[ایجنسی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنسی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثلاً: محمد عبداللہ، رسید نمبر 234، خریداری 456، مکان نمبر 32، رانا اسٹریٹ ،
ڈاکخانہ حویلیاں، ہری پور، عدد 1، مارچ 2014۔

ہمیں خط لکھیں یا میج کریں اور ای میل بھی کر سکتے ہیں۔

خط لکھنے کے لیے: دفتر رسائل و جرائد مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جارہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔

(ادارہ)

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [ماہنامہ فقہ] مرکز اہل سنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا۔
نوٹ: منی آرڈر سلپ پر اپنا نام مکمل پتہ اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیا رسالہ جاری کرانا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (نیا) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنا ہے تو بریکٹ میں (تجدید) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا نام محمد الیاس 140103600000900
نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے:

03326311808

[ماہنامہ فقیہ کے مستقل ممبر بننے دوستوں کے نام ماہنامہ فقیہ سبسکریپشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام:..... ولدیت:.....

رابطہ نمبر:..... ای میل:.....

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):.....

بینک کا نام:..... رقم جمع کرانے کی تاریخ:.....

مکمل ایڈریس:.....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فیل آپ کر کے سرکولیشن مینیجر ماہنامہ فقیہ کے نام

درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوا دیں۔

پتہ: دفتر رسائل و جرائد (ماہنامہ فقیہ) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتے پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزبان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا

S.M.S یا ای میل ☑ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون ☎: 03326311808

ماہنامہ فقیہ ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
تحسین اللہ	پشاور	03339217613
قاضی نوید حنیف	آزاد کشمیر	03132317090
سلیم معاویہ	کبیر والا	03005664817
حبیب الرحمن نقشبندی	ننکانہ صاحب	03084552004
مولانا محمد عثمان	میانوالی	03336836228
مولانا عمر خطاب	اٹک	03077375075
رحمت اللہ	کوہاٹ	03449251287
مولانا خالد زبیر	لاہور فیصل آباد	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
ضیاء الرحمن	واں بھجراں	03363725900
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبد اللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبد اللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
عبد الوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وساکنین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عشر صدقات کی مدد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس

بنام

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

خط و کتابت

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487